ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور پاکستان

بانی ادارہ
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی
قدس سرہٗ

گناہ کے تصور سے بےچینی

حضرت ابو بکرؓ سے بلا ارادہ بھی کوئی کام خلاف سنت ہو جاتا تو گھبرا جاتے۔ اور خدمت نبوی میں حاضر ہو کر فریاد شروع کر دیتے۔

روایت ہے ——— "ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص اپنا تہمد (یا پاجامہ) از راہ تکبر گھسیٹتا ہوا چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں کرے گا صدیق اکبرؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرا تہمد ایک جانب کبھی کبھی لٹک جاتا ہے۔ اور مجھ کو اس کا خیال نہیں رہتا۔ ارشاد ہوا تم از راہ تکبر ایسا نہیں کرتے۔

سوچئے اب اتنی ذرا ذرا سی بات کا کس کو خیال ہوتا ہے۔ دن رات آدمی ناجائز کاموں میں قصد و ارادہ کے ساتھ مبتلا رہتا ہے۔ اور اسے احساس تک نہیں ہوتا۔ کہ ہم حرام میں ملوث ہیں۔ دنیا کا نفع و نقصان ایک لمحہ کے لئے آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوتا۔ مگر آخرت کی فکر سے دل خالی ہوتے ہیں۔ اس کے نقصان پر نگاہ نہیں جاتی ——— (اسلامی حکومت کے نقش و نگار)

۲۷-۶-۷۲

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

رضائے الٰہی

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ وَاَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ ۔

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص اللہ ہی کے لیے کسی سے محبت رکھے اور اللہ ہی کے واسطے کسی سے دشمنی رکھے، اللہ ہی کے واسطے کسی کو کچھ دے اور اللہ ہی کے واسطے کسی کو کچھ نہ دے تو اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مختصر سی حدیث میں ایمان کی تکمیل کا ایک نہایت جامع اور مفید اصول بیان فرمایا گیا ہے جسے اختیار کر کے ہم لوگ اپنا ایمان آخری درجہ تک مکمل کر سکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایک مومن کے لیے سب سے عزیز چیز اس کا ایمان ہے جسے وہ کسی قیمت پر بھی ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ ہر لحظہ اس کوشش میں رہتا ہے کہ اسے کمال تک پہنچائے

اصول یہ ہے کہ انسان اپنا ہر کام اور اپنی ہر حرکت صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کرے۔ جو کام بھی کرے یا کرنا چاہے پہلے دیکھ لے کہ اپنی کسی مصلحت یا ذاتی غرض کے لیے کر رہا ہے یا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کے لیے کر رہا ہے۔ انسان اپنے ہر عمل اور ہر ارادہ سے پہلے خوب غور کرے کہ وہ یہ کام اللہ پاک کے کسی حکم اور اس کی رضا کے خلاف تو نہیں کر رہا ہے۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار فعل کیے ہیں کیونکہ یہی سب سے بڑے کام ہیں۔ اگر انسان ان چاروں کاموں کو اللہ کے لیے کرے گا تو باقی کاموں کا اس نیت اور اس ارادے سے کر لینا اس کے لیے آسان ہو جائے گا۔ اسی کو اخلاص کہتے ہیں۔

اپنے تمام کاموں کی غرض صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی قرار دینے سے بہت سے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ مثلاً انسان کا ایمان ہر آلودگی مطلب پرستی، خود غرضی اور ذاتی مصلحت سے پاک ہو جاتا ہے۔ اس کے ہر کام میں برکت ہوتی ہے۔ کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید حاصل ہوتی ہے اور ہر ایک کام میں کامیاب رہتا ہے۔ بھلا جسے اللہ کی مدد حاصل ہو وہ ناکام کیسے رہ سکتا ہے۔ اس راہ سے انسان کا ایمان کمال درجہ کو پہنچتا ہے۔

انسان کی اس سے بڑی معراج کیا ہو گی کہ وہ اللہ کے لیے ہو جائے اور اللہ اس کا ہو جائے۔ جب انسان یوں اپنے آپ کو اور اپنی زندگی کے تمام اعمال کو اللہ تعالیٰ کے لیے وقف کر دیتا ہے تو اس کے کامل اور مکمل ایماندار ہونے میں کوئی شک نہیں رہتا۔

اول یہ کہ کسی سے محبت کرے تو اللہ ہی کے لیے کرے۔ اس کی محبت میں اللہ کی رضا اور خوشنودی پیش نظر ہو۔ اپنی کوئی ذاتی غرض یا کوئی دنیاوی مصلحت پیش نظر نہ ہو۔ بعض لوگ حسن و جمال کی خاطر، بعض لوگ دنیاوی منافع حاصل کرنے کے لیے بعض بڑے لوگوں کا قرب حاصل کرنے کے لیے محبت کرتے ہیں لیکن اس کی محبت صرف اللہ کے

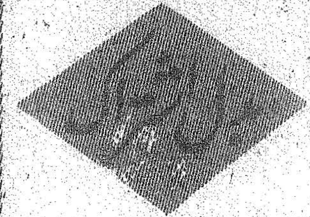
(باقی صفحہ ۲۰ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم



۱۲ ربیع الثانی ۱۳۹۵ ھ
۲۵ اپریل ۱۹۷۵ ء

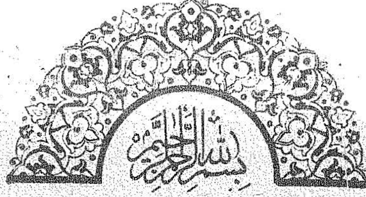
شمارہ ۲۸



سالانہ ۲۶/- روپے
ششماہی ۱۴/- روپے
سہ ماہی ۷/- روپے
فی شمارہ ۵۰ پیسے

چیف ایڈیٹر
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور

قائد اسلامی انقلاب حضرت مولانا مفتی محمود صاحب



مہنگائی کا عفریت

حکمرانی کو نگل لے گا

قارئین جانتے ہیں کہ ایوب خان کے خلاف ۱۹۶۸ء میں جمعیۃ علماء اسلام کی لاہور میں عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس کے ساتھ پانچ ہزار علماء کا جلوس آج تک ذہنوں میں ہے۔ یہ کانفرنس اور جلوس عوامی تحریک کے لیے بنیاد بنا اور ایوبی اقتدار کا سنگھاسن جلد ہی ڈول گیا۔

تحریک کے دوران ایوب خان کے ہی چہیتے وزیر مسٹر بھٹو "تاشقند کا ہوّا"، "ایک ہزار سال تک ہندوستان سے جنگ لڑنے" اور "روٹی کپڑا اور مکان" کا نعرہ لے کر میدان میں آئے۔

پاکستانی قوم کی بدقسمتی کہ اس نے بھٹو کو مسیحا سمجھ لیا۔ اور آئندہ الیکشن میں ملک کے مغربی حصے یا نئے پاکستان کے اکثریتی صوبے پنجاب اور سندھ نے اپنا وزن بھٹو کے پلڑے میں ڈال دیا۔ لیکن مسٹر بھٹو کی عدم مصالحت کی پالیسی اور اقتدار کی ہوس ملک کے دو لخت ہونے کے باعث بن گئی اور ہم پرانے پاکستان سے محروم ہو کر نئے پاکستان کے شہری بن گئے۔ "نئے پاکستان" میں اس "شہنشاہ معظم" نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے ان کی تفاصیل مرتب کرنا یا ان کو گنوانا بڑا مشکل ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آج کا پاکستان "مسائلستان" بن کر رہ گیا ہے جس کی وجہ مسٹر بھٹو کی ذات گرامی ہے۔

چونکہ مسٹر بھٹو آمرانہ دور کی پیداوار ہیں اور ان کی اٹھان اسی قسم کے ماحول میں ہوئی ہے اس لیے "انا ولاغیری" کے جراثیم ان کے دل و دماغ کے ہر گوشہ میں موجود ہیں اور وہ ایک لمحہ کے لیے بھی اس کے خلاف نہ سوچ سکتے ہیں نہ عمل کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے

کہ وہ برسرِ اقتدار آنے کے بعد سے مسلسل اپنے حریفوں کے مقابلہ میں ناروا رویہ اپنائے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ خود ان کی پارٹی کے بعض افراد جو ان کے لیے خطرہ بن سکتے تھے یا جو کم از کم کسی وقت سچی بات کہہ دینے کی پوزیشن میں تھے ابتلا کا شکار ہیں اور اس شخص کی رفاقت کا ماتم کر رہے ہیں۔ بھٹو اس ملک میں ذاتی سطوت کے استحکام کے بغیر اور کچھ نہیں چاہتے۔ ان کی زندگی کا ایک ہی مقصد ہے اور وہ یہ کہ یہاں کوئی ایسی طاقت نہ رہے جو مجھے چیلنج کر سکے۔ یہ سوچ کیونکر پروان چڑھے گی؟ اس کا ایک طریق تو مثبت تھا، اور وہ یہ کہ جن عوام کا نام لے کر وہ برسرِ اقتدار آئے تھے ان کے ساتھ ان کا معاملہ صحیح ہوتا، ان کے دکھ درد میں ان کے شریک بنتے، ان کا غم بٹاتے اور ان کے مسائل حل کرتے تاکہ جب بھی سیاسی تبدیلی کا وقت ہوتا تو عوام بھرپور محبت کے ساتھ اپنا وزن انہی کے پلڑے میں ڈالتے اور ان کے مخالفین کو مسترد کر دیتے۔ لیکن مسٹر بھٹو اپنی ذہنی تربیت اور سوچ و فکر کی وجہ سے اس فلسفہ کو شاید صحیح نہیں سمجھتے۔ اس کے برعکس ان کا طرزِ عمل بالکل منفی ہے اور وہ منفی بنیادوں پر ہمیشہ کے لیے برسرِ اقتدار رہنا چاہتے ہیں۔

وہ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید یہ دور بھی قرونِ مظلمہ سے تعلق رکھتا ہے جس میں ایک بادشاہ سیاہ و سفید کا مالک ہوتا تھا کسی کو اٹھانا، کسی کو گرانا، کسی کو دینا کسی سے چھیننا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہوتا تھا اور کوئی ان سے پوچھنے والا نہ ہوتا تھا۔ لیکن یہ بات بالکل غلط ہے آج سلطانیِ جمہور کا دور ہے آج کے دور میں "وقتی دھوکہ" کا انکار تو نہیں کیا جا سکتا جیسے ہمارے عوام نے ۷۰ء میں کھایا لیکن یہ بات کہ یہ دھوکا چلتا رہے بہت مشکل ہے۔

بھٹو صاحب نے آج تک جو کچھ کیا اس کا اگر گہری نظر سے جائزہ لیا جائے تو ہماری یہ بات ہر کسی کو تسلیم کرنا ہو گی کہ وہ خوف و دہشت کی فضا پیدا کر کے منفی بنیادوں پر اپنا تحکم برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔

انہوں نے سندھ کے صوبہ میں زبان کے مسئلہ پر جس طرح قتلِ عام کا تماشہ دیکھا، کراچی میں مزدوروں کے سینے چھلنی کروائے۔ لاہور اور دوسرے مقامات پر طلبہ کو ننگا کر کے پیٹا گیا۔ علماء اور سیاسی درکروں کے ساتھ انسانیت سوز مظالم کئے اور سرحد و بلوچستان میں ایک عرصہ سے جو کھیل کھیلا جا رہا ہے جس کے نتیجہ میں بلوچستان میں بالخصوص بمباری تک کے واقعات ہوئے اور اب سرحد میں دہشت گردی کی فضا یہ سب اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔ اس کے ساتھ "عوامی رابطہ" کی مہم پر نکلنا اور ہزاروں افراد جن کا تعلق انتظامیہ سے ہو کو اپنے ساتھ رکھنا وہی تاریک دور کی تاریک یادگاریں ہیں جن کا مقصد سوائے اپنے جاہ و جلال کی فرضی نمائش کے اور کچھ نہیں۔

اور حال ہی میں اشیائے ضروریہ کی قیمتوں میں اضافہ اور اس کے ردِ عمل میں احتجاج کے لیے اٹھنے والے طبقات پر لاٹھیاں گولیاں برسانا یہ بھی ان کے اسی مسلسل عمل کی ایک کڑی ہے۔

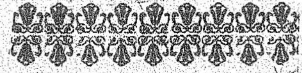
حیرت کا مقام ہے کہ جو شخص روٹی، کپڑے، مکان کے نعرہ پر برسرِ اقتدار آیا تھا۔ اس کے دور میں روٹی کا حصول مشکل لیکن گولی سہل!

سوال یہ ہے کہ یہ ملک بانجھ ہو چکا ہے؟ کیا اس کی زمین نے فصل اگانا ختم کر دیا؟ کیا وسائلِ رزق کم ہو گئے۔ ہر سوال کا جواب نفی میں ملے گا کیونکہ الحمدللہ اس ملک کی زمین کو قدرت نے ہر قسم کی نعمتوں سے بھر دیا ہے لیکن اربابِ اقتدار کی غلط منصوبہ بندی اور عیاشیوں کا یہ کرشمہ ہے جو سامنے آ رہا ہے۔ وزیرِ اعظم ملک و بیرونِ ملک دورہ پر کیا نکلتے ہیں کہ پورا ایک لاؤ لشکر ہمرکاب ہوتا ہے۔ اس کے لامحدود اخراجات پورے کرنے کے لیے انتظامیہ کے لوگ تاجروں کو اپنے دفتروں میں بلا کر زبردستی وصول کرتے ہیں اور خزانہ پر بوجھ اس پر مستزاد! تجار اپنی کمی کو پورا کرنے کے لیے قیمتیں بڑھاتے ہیں اور چونکہ حکمران ان سے حصۂ رسدی وصول کرتے ہیں اس لیے سب محفوظ رہتے

(باقی ص پر)



خدا کا قانون ہی تمام مصائب و مسائل کا حل ہے



ترتیب : محمد سعید الرحمٰن علوی

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

بعد از خطبہ مسنونہ :۔

وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۚ

ترجمہ : اور جو کوئی ڈرتا ہے اللہ سے ، وہ کر دے اس کا گزارہ (چھٹکارہ) اور روزی دے اس کو جہاں سے اس کو خیال بھی نہ ہو اور جو کوئی بھروسہ رکھے اللہ پر تو وہ اس کو کافی ہے۔

یہ آیات سورہ طلاق کے پہلے رکوع کی ہیں۔ ان کے متعلق مفسر قرآن مولانا شبیر احمد عثمانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

"اللہ سے ڈر کر اس کے احکام کی بہر حال تعمیل کرو خواہ کتنی ہی شدائد و مشکلات کا سامنا کرنا پڑے حق تعالیٰ مشکلات سے نکلنے کا راستہ بتا دے گا اور سختیوں میں بھی گزارہ کا سامان کر دے گا (کیونکہ) اللہ کا ڈر دارین کے خزانوں کی کنجی اور تمام کامیابیوں کا ذریعہ ہے اسی سے مشکلیں آسان ہوتی ہیں، بے قیاس و گمان روزی ملتی ہے، گناہ معاف ہوتے ہیں، جنت ہاتھ آتی ہے، اجر بڑھتا ہے اور ایک عجیب قلبی سکون و اطمینان نصیب ہوتا ہے جس کے بعد کوئی سختی سختی نہیں رہتی اور تمام پریشانیاں اندر ہی اندر کافور ہو جاتی ہیں۔ ایک حدیث میں ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تمام دنیا کے لوگ اس آیت کریمہ کو پکڑ لیں تو ان کو کافی ہو جائے۔"

اور آخری ٹکڑے کے متعلق مولانا فرماتے ہیں کہ :۔

"یعنی اللہ پر بھروسہ رکھو محض اسباب پر تکیہ مت کرو۔ اللہ کی قدرت ان اسباب کی پابند نہیں جو کام اسے کرنا ہو وہ پورا ہو کر رہتا ہے۔ اسباب بھی اسی کی مشیت کے تابع ہیں۔ ہاں ہر چیز کا اس کے یہاں ایک اندازہ ہے، اسی کے موافق وہ ظہور پذیر ہوتی ہے۔ اگر کسی چیز کے حاصل کرنے میں دیر ہو تو متوکل کو گھبرانا نہیں چاہیے۔"

ان آیاتِ کریمہ کا مفہوم و مطلب بالکل واضح ہے اور آج کی ستم رسیدہ اور دکھی انسانیت کے لیے اس میں بڑا ہی سبق ہے۔

آج مہنگائی کا عذاب ہمارے ملک کو بُری طرح اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہے حکمران ہیں کہ وہ قیمتوں کو بڑھائے چلے جا رہے ہیں اور عوام ہیں کہ ان کا لاوا پک رہا ہے بلکہ اب تو پھٹنا شروع ہو چکا ہے اور نہ معلوم آخری نتائج کیا ہوں۔ لیکن جہاں تک اصل علاج کا تعلق ہے اس کی طرف توجہ نہیں۔ اصل علاج ربانی ہدایات کی طرف لوٹنا ہے۔ قرآن عزیز میں ایک مقام پر ہے :۔

"اگر بستیوں والے ایمان اور تقویٰ کی راہ اختیار کرتے تو ہم ان پر زمین و آسمان کی برکتوں کے خزانے کھول دیتے لیکن چونکہ ان لوگوں نے انکار و تکذیب کا طریق اپنایا اس سبب ہم نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب پکڑ لیا۔" (سورۃ اعراف)

اس پکڑ اور خدائی ناراضی و غصہ کی کئی صورتیں ہوتی ہیں مثلاً ایک مقام پر حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: کہ

"جب اللہ تعالیٰ زمین والوں پر ناراض ہوتے ہیں تو ان پر ظالم بادشاہ مسلط کر دیئے جاتے ہیں۔ بارشیں رک جاتی ہیں اور چیزیں مہنگی ہو جاتی ہیں"

قرآن و سنت کے ان ارشادات کی روشنی میں جب حالات کا جائزہ لیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ ہمارا اپنا کیا دھرا ہے اور مثل مشہور ہے۔ ع

خود کردہ را علاجے نیست

آج حکمران ہیں تو وہ جو انتہائی ظالم ہیں، ظلم و ناانصافی ان کی گھٹی میں پڑ چکی ہے۔ ان کی عیاشی، شاہ خرچی، فضول خرچی نے عوام کی کمر توڑ دی ہے جبکہ پہلے حکمران اپنا پیٹ کاٹ کر اللہ کی مخلوق کی خدمت کرتے تھے اور جو عامل یا سرکاری ملازم اس کے برعکس کرتا اس کا سختی سے محاسبہ کیا جاتا۔ مثلاً دور فاروقی ؓ کے ایک عامل عیاض بن غنم کے متعلق علم ہوا کہ انہوں نے دربان رکھا ہوا ہے جس سے ضرورت مند ملنے میں مشکل محسوس کرتے ہیں۔ بہترین نسل کا گھوڑا ان کی سواری ہے۔ اور باریک کپڑے پہنتے ہیں۔ آپ نے حضرت محمد بن مسلمہ کو گرفتاری کے لیے بھیجا۔ انہوں نے چاہا کہ وہ لباس فاخرہ اتار دیں لیکن انہوں نے اس کی اس کی اجازت نہ دی۔ اسی حال میں لائے گئے۔ حضرت عمر ؓ نے موٹے کپڑے پہنا کر ڈنڈا ہاتھ میں دیا کہ بیت المال کی بکریاں چرائیں۔

اسی طرح حکومت کے اخراجات برائے نام ہوتے ہیں۔ حکمران سادگی پسند، قانع اور خدمت گزار ہوتے ہیں۔ نتیجۃً قوم سکھ کا سانس لیتی ہے۔ لیکن آج دفتری نظام اتنا پُر پیچ ہے کہ مجبور و بے بس کی وہاں رسائی مشکل ہے۔ جتنا یہ نظام پُر پیچ ہے اسی مناسبت سے اخراجات کی گراں باری ہے اور وہ سب بوجھ عوام پر پڑتا ہے۔

بدقسمتی سے ہمارے ملک میں پیدا ہونے والا بچہ مقروض ہوتا ہے۔ اس کا سبب حکمرانوں کی غلط منصوبہ بندی، غلط سوچ، فضول خرچیاں اور سب سے بڑھ کر احکامات خداوندی سے اعراض ہے۔

ملک جو کلمہ طیبہ کے نام پر حاصل کیا گیا تھا آج اس کے باسیوں کا مقصد زندگی روٹی کپڑا مکان بن چکا ہے۔ عیار حکمران نعروں کی بھول بھلیوں میں قوم کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ حالانکہ رزق کا تمام تر معاملہ خدا کے قبضۂ قدرت میں ہے جیسا کہ آیت محولا بالا میں ہے۔ اور اس کے علاوہ متعدد ارشادات خداوندی ہیں۔

لیکن جب لوگ اللہ تعالیٰ کے عطا و جود کے منکر ہو کر خدائی اختیار کے خود مالک بن بیٹھیں تو پھر خیر و برکت کہاں سے آئے گی

اسلام کی تاریخ ہمیں بتلاتی ہے کہ مسلمان جب خدا کے اطاعت گزار تھے تو اغیار کے خزانے ان کے قدموں میں ڈھیر ہوتے تھے۔ پانی کی جگہ دودھ اور شہد کی نہریں ہوتی تھیں۔ لیکن جونہی مسلمان نے رخ بدلا ادھر سے بھی نظام بدل گیا۔

پروردگار عالم نے سورۂ مائدہ میں اہل کتاب کے تذکرہ میں فرمایا کہ:

"اگر یہ لوگ تورات و انجیل کے احکام قائم و نافذ کرتے اور ان کے علاوہ جو خدائی نوشتے نازل ہوتے ہیں ان کو بھی نافذ کرتے تو اوپر نیچے یعنی آسمان و زمین سے کھاتے"

یہ ایک مستقل ضابطہ اور سنت الٰہی ہے جس کا تعلق ہر قوم و ملک سے ہے جیسا کہ آیات کا عموم بتلا رہا ہے

اور اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جب ایسا نہیں ہوگا تو ظالم حکمران بھی ہوں گے، مہنگائی بھی ہوگی — جیسا کہ ہمارے یہاں ہے۔ ابھی مہنگائی اور بڑھی تو سب سے پہلے ریلوے مزدوروں کی طرف سے ردِ عمل ہوا۔ پھر ظلم کے رسیا حکمرانوں نے ان پر لاٹھیاں برسائیں ڈنڈے برسائے، آنسو گیس کے گولے چھوڑے، گولیاں چلائیں اور ایک محتاط اندازے کے مطابق لاہور اور راولپنڈی میں ۶ آدمی مارے گئے۔

سوال یہ ہے کہ حکمران اتنے کیوں بوکھلا گئے ہیں؟
ہمارا سیدھا سادا مطالبہ ہے کہ اگر وہ حکومت نہیں چلا سکتے اور اس میں ناکام ہو چکے ہیں اور یقیناً ایسا ہی ہے تو انہیں سپریم کورٹ کو نظام سپرد کر کے علیحدہ ہو جانا چاہیے۔ یہ ملک ان کی جاگیر تو نہیں کہ وہ ظلم و تشدد سے اس کے ساتھ چمٹے رہیں اور اگر انہوں نے چمٹنا ہی رہنا ہے تو پھر سمجھ لیں کہ ایسا نہیں ہوگا۔ خدا کے یہاں ظلم کی لاٹھی زیادہ دیر نہیں چلتی۔ املی لھم کا اصول تو ہے لیکن ڈھیل کے بعد جو پکڑ ہوتی ہے وہ بڑی شدید ہوتی ہے۔

موجودہ حکمرانوں نے تین سال کے عرصہ میں جو کچھ بویا ہے اس کا ردِ عمل بڑا شدید نظر آتا ہے۔ اس لیے ان پر لازم ہے کہ اپنی عاقبت بہتر بنانے کے لیے قوم سے اور خدا سے معافی مانگیں اور الگ ہو جائیں۔ ورنہ انقلاب کا ریلا کسی کو معاف نہیں کرتا۔

اس کے ساتھ عوام سے گزارش ہے کہ وہ آئینی جدوجہد کا عمل تیز تر کر دیں اور خدا کے ساتھ اپنا تعلق استوار کریں کیونکہ

ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ

خدا ہماری مشکلات دور فرمائے۔

بقیہ : اداریہ

ہیں اور تازہ مہنگائی سرکار کی طرف سے ہے۔ اور یہ بھی آٹا، چینی، گھی سے متعلق۔

گھی کی تمام ملیں سرکار کے قبضہ میں ہیں اور یہ کہہ کر قبضہ میں لی تھیں کہ مالکان لٹیرے ہیں۔ لیکن ان لٹیروں کے دور میں گھی کا نرخ ۴ روپے اور آج ۹ روپے؟

چینی اور گندم کی تمام تر تجارت پر حکومت کا قبضہ اور اس کے لیے بھی وجہ جواز وہی کہ لین دین کرنے والے چور ہیں، استحصال کرتے ہیں وغیرہ ذالک۔ لیکن اس دور کی قیمتیں سامنے رکھیں آج کی دیکھیں اور پھر فیصلہ کریں کہ بڑا چور، بڑا لٹیرا اور ظالم کون ہے؟

پھر اس مہنگائی پر نام نہاد دلائل کا انبار سامنے آتا ہے جن میں سے سب سے بڑی دلیل بیرون ممالک کی مہنگائی کی مثال ہوتی ہے لیکن ایسا کہنے والے وہاں کے تناسب آبادی کو نہیں دیکھتے۔ جہاں ایک معمولی مزدور ۸۰ روپیہ پاکستانی سے زیادہ یومیہ کما لیتا ہے۔

اس کے بعد غضب یہ ہے کہ بھٹو صاحب کے حواری اور ان کے گماشتے اس اقدام کو ناگزیر بتلاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ملک کے استحکام کا تقاضا یہ تھا

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

گویا خود عیاشی کرو تو ملک کو خطرہ نہیں اور خطرہ ہے تو اس کے ٹالنے کا طریق عوام کو بھوکا مارنا ہے؟

اس ظالمانہ اقدام پر عوام میں حرکت ہوئی اور بالخصوص ریلوے مزدوروں نے شدید احتجاج کیا لیکن ان کو جواب میں گولیاں کھانی پڑیں، لاٹھیاں برداشت کرنا پڑیں اور دکھ اٹھانا پڑے۔

مزدور کئی جانوں کے اتلاف کا الزام لگاتے ہیں اور یار لوگ کہتے ہیں کہ کچھ ہوا ہی نہیں۔

ہمارا فوری مطالبہ احتجاجی مظاہروں پر مظالم کرنے والے عناصر کے خلاف شدید کارروائی کا ہے تاکہ ان اندھوں کی طرح لاٹھی گھمانے والوں کے ہوش ٹھکانے آ سکیں۔ اس کے ساتھ ہی مہنگائی کے سلسلہ میں تازہ احکامات واپس لیے اور اس کے مستقل سدِباب کے لیے منصوبہ بندی کی بھی شدید ضرورت ہے۔

ارباب اقتدار ہوش سے کام لیں تو بہتر ہوگا ورنہ یہ عفریت حکمرانوں کو ایسے نگلے گا کہ تاریخ میں اس کی مثال نہ ہوگی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

سلام

بحضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(بوعلی اثرؔ سہارنپوری مرحوم)

تمہیں شفق کے نظارے سلام کہتے ہیں
قمر کی بزم کے تارے سلام کہتے ہیں
شجر بہشت کے سارے سلام کہتے ہیں
فلک کے چاروں کنارے سلام کہتے ہیں
تمہیں بھی میرے پیارے سلام کہتے ہیں

گئے فلک پہ تو گردوں نے سر جھکا کے کہا
ہر آسماں کے فرشتوں نے ہاتھ اٹھا کے کہا
نزولِ رحمتِ باری نے خود بُلا کے کہا
درِ بہشت سے حوروں نے مسکرا کے کہا
ہم، آمنہؓ کے دلارے! سلام کہتے ہیں

نگاہِ لطف کی بنیاد ڈالنے والے
یتیم ہو کے یتیموں کو پالنے والے
بھنور سے ڈوبتی کشتی نکالنے والے
سنبھال مجھ کو بھی میرے سنبھالنے والے
پڑے ہیں تیرے سہارے سلام کہتے ہیں

تمہارے واسطے ہیں شورشیں عنادل کی
تمہیں کو ڈھونڈتی پھرتی ہیں موجیں ساحل کی
قیام کرتی ہیں رک رک کے "پتلیاں" تِل کی
پیام کہتی ہیں جھک جھک کے شمعِ محفل کی
بھڑک کے دل کے شرارے سلام کہتے ہیں

تمہارے حسن پہ لبیک ہر ادا نے کہا
تمہیں حبیب، حبیبی مرے خدا نے کہا
زمیں کا چاند، مدینہ میں عائشہؓ نے کہا
حریمِ دل کے جھروکوں سے ہاجرہؓ نے کہا
تمہیں خلیل ہمارے سلام کہتے ہیں

سخی، سعید، مجاہد بھی اور غازی بھی
ولی بھی، شیخ بھی، صائم بھی اور نمازی بھی
غزالی اور جیلانی بھی اور رازی بھی
عراق والے بھی، ہندی بھی اور حجازی بھی
غلام سارے تمہارے سلام کہتے ہیں

نیاز کیش ہے یثرب بھی اور بطحا بھی
ادب سے جھکتا ہے گردوں بھی طورِ سینا بھی
درود پڑھتا ہے تجھ پہ غلافِ کعبہ بھی
تجھے بٹھاتا ہے آنکھوں پہ عرشِ اعلیٰ بھی
یروشلم کے منارے سلام کہتے ہیں

امیدوار کا دل اور جگر بھی دیکھتا جا
نظر ملا کے نظر سے، نظر بھی دیکھتا جا
کشش دعاؤں کی جذبِ اثرؔ بھی دیکھتا جا
مسافرِ شبِ اسریٰ! ادھر بھی دیکھتا جا
یہ چاند اور ستارے سلام کہتے ہیں

بہ شکریہ: سید رضا الحسن سکرٹری جمعیت علماءِ اسلام غلام محمد آباد لائلپور



مذاہبِ باطلہ کی تردید



دین کا بنیادی تقاضہ ہے

ترتیب: محمد سعید الرحمٰن علوی

جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور زید مجدہم

حضرت اقدس نے مجلس ذکر کے بعد مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کے متعلق فرمایا کہ وہ حال ہی میں سعودی عرب اور عرب امارات کے دورہ سے واپس آئے ہیں۔ نماز عشاء کے بعد مختصر خطاب فرمائیں گے اس لیے آج کی صحبت میں اسی کے متعلق کچھ کہا جانا بہتر ہے۔

چنانچہ آپ نے دعوت و تبلیغ کے عظیم تر دینی فریضہ کی طرف توجہ دلائی اور اس سلسلہ میں سورہ آل عمران کے گیارھویں رکوع کی تیسری آیت تلاوت فرمائی:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

ترجمہ: اور چاہیئے کہ تم میں ایک ایسی جماعت ہو جو بلاتی رہے نیک کام کی طرف اور حکم کرتی رہے اچھے کاموں کا اور منع کریں بُرائی سے اور وہی پہنچے اپنی مراد کو۔

آپ نے فرمایا کہ کنتم خیر امۃ کے پیش نظر یوں تو ساری امتِ مسلمہ کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ دعوت و تبلیغ کا کام کرے لیکن بالخصوص ایک جماعت کا ہمہ تن اس کام میں مشغول رہنا ازبس ضروری ہے جس کا ارشاد اس آیت میں ہے۔

جس طرح دعوت الی الخیر اور امر بالمعروف ضروری ہے اسی طرح نہی عن المنکر بھی ضروری ہے اور اس جماعت پہ لازم ہے کہ وہ قومی و ملّی ضرورتوں کے لیے یہ فریضہ سرانجام دے۔

چنانچہ حضرت شیخ الہندؒ قدس سرہٗ اپنے حواشی میں ارشاد فرماتے ہیں:-

"تقویٰ، اعتصام بحبل اللہ، اتحاد و اتفاق، قومی زندگی، اسلامی مواخات یہ سب چیزیں اس وقت باقی رہ سکتی ہیں جبکہ مسلمانوں کی ایک خاص جماعت دعوت و ارشاد کے لیے قائم رہے۔ اس کا فریضہ یہ ہی ہو کہ اپنے قول و عمل سے دنیا کو قرآن و سنت کی طرف بلائے اور جب لوگوں کو اچھے کاموں میں سست یا برائیوں میں مبتلا دیکھے اس وقت بھلائی کی طرف متوجہ کرنے اور برائی سے روکنے میں اپنے مقدور کے موافق کوتاہی نہ کرے ۔۔۔ حدیث میں ہے کہ جب لوگ منکرات میں پھنس جائیں اور کوئی روکنے والا نہ ہو اس وقت عذاب عام کا خطرہ ہوتا ہے"۔

ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ امر بالمعروف کی طرح نہی عن المنکر بھی ازبس ضروری ہے اور چونکہ مذاہب باطلہ کی تردید بھی اسی کا ایک شعبہ ہے اس لیے یہ بھی دین کا بنیادی تقاضا ہے۔

آپ نے مرزائیت کا پس منظر بیان فرمایا۔ اور فرمایا کہ بدیسی حکمرانوں نے اپنی مکروہ اغراض کے لیے اس فتنہ کو جنم دیا۔ پھر اس فتنہ کے داعی نے ہمارے جسد ملّی کو ناکارہ بنانے اور اسلامی اقدار و شعائر کا مذاق اڑانے میں کوئی کوتاہی روا نہ رکھی۔

اور غضب یہ کہ پہلے انگریز حکومت اور پھر نام نہاد مسلم حکومتیں اس کی پشت پر رہیں لیکن خدا کی کروڑوں

(باقی ص ۱۲ پر)

جمعیۃ علماءِ اسلام چنیوٹ کے امیر مولانا منظور احمد جنھیں تردید مرزائیت کا خاص شغف ہے سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کا تین ماہ کا دورہ کر کے حال ہی میں ملک میں واپس آئے ہیں۔ انہوں نے جو کچھ وہاں دیکھا سنا، اس کے متعلق جامع مسجد شیرانوالہ لاہور میں ۱۰ اپریل ۷۵ء کو عشاء کے بعد اپنے تاثرات بیان کیے۔

اس خطاب کے ضروری حصے پیش خدمت ہیں انہیں پڑھ کر ان پر عمل کی اشد ضرورت ہے۔ (ادارہ)

۷ ستمبر کے فیصلہ پر فوری عملدرآمد کیا جائے

بعد از خطبہ مسنونہ :-

بعض احباب ملک سے میری طویل غیر حاضری کو شدت سے محسوس کرتے ہیں حالانکہ بیرونی سطح پر کام کی شدید ضرورت ہے کیونکہ مرزائیت کے فتنہ کا منبع ہمارا ملک ہے وہ یہاں سے بیرونی ممالک میں جاتے ہیں۔ لوگوں کو اپنے دام میں پھنساتے ہیں، ہمارے سفارت خانے مجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کوئی جوابی کارروائی نہیں کرتے۔ ایسے میں وہ لوگ حالات سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں جس کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں :-

۱- رابطہ عالم اسلامی جیسی تنظیم کے سیکرٹری جنرل شیخ صالح جیسا ذمہ دار انسان پچھلے سال کے ۲۹ مئی کے حادثہ اور اس کے ردِ عمل سے بالکل ناواقف تھا۔ ۳۰ جون کو میری ان سے ملاقات ہوئی تو انہیں حالات کا علم ہوا۔

۲- انڈونیشیا سے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کو خط آیا کہ ہمارے یہاں مرزائیت بڑھ رہی ہے سول اور فوج میں ان کے اثرات بڑھ رہے ہیں ایک روزنامہ ۷۰ مسجدیں(؟) اور ۱۶ مراکز ہیں ۱۶ کے ہی قریب ربوائی مبلغ سرگرم عمل ہیں۔ آپ کی کتاب "القادیانی والقادیانیہ" کے سوا ہمارے پلے کچھ نہیں۔ جب اس میں مندرج حوالے ان کے سامنے پیش کرتے ہیں تو وہ انکار کر دیتے ہیں کیونکہ اصل کتابیں ہمارے پاس نہیں اور طرفہ تماشہ یہ کہ مرزائی مبلغ مناظرہ کے چیلنج دیتے ہیں۔ ایسے میں ہماری امداد کریں۔

اب وہ لوگ حضرت العلامہ الشیخ مولانا محمد یوسف بنوری سے رابطہ قائم کر رہے ہیں وہاں کسی نہ کسی کو جانا ہی پڑے گا کہ نہ جائے بغیر چارہ نہیں۔

۳- شاہ فیصل شہید مرحوم کے چچا امیر عبداللہ جو پورے خاندان کے قابل احترام بزرگ ہیں اور شاہ کے مشیر بھی۔ ان سے ملاقات ہوئی تو پہلا سوال پاکستان اسمبلی کے فیصلہ سے متعلق تھا کہ اس کی کوئی کاپی ہے؟

حالانکہ حکومت نے چند زبانوں میں فیصلہ چھپوا کر سفارت خانوں میں بھیجا لیکن اب تک دنیا بے خبر ہے کیونکہ سفارت خانوں میں یا مرزائی ایجنٹ ہیں یا خود مرزائی ہیں یا حکومت نے مسلمانوں سے فراڈ کھیلا کہ کاپیاں بھیج دیں کہ مسلمان خوش ہو جائیں لیکن تقسیم سے روک دیا کہ مرزائی بھی خوش رہیں۔

یہی حال عرب امارات کا ہے سفارتی ذرائع سے کچھ پتہ نہیں۔ ایسے میں ہم باہر نہ جائیں تو کیسے؟

انہوں نے بیرون ممالک مرزائیوں کی سرگرمیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ پانچ سال پہلے کی رپورٹ

کے مطابق ۱۳۶ مشن ۲۶۵ مسجدیں (۹) ۴۳ سکول کالج ۴۲ ہسپتال ۲۵ اخبارات و رسائل مقامی زبانوں میں کام کر رہے ہیں جبکہ جواباً خاموشی ہے۔

اور یہ لوگ اسلام کے نام پر لوگوں کو ابتداءً پھنساتے ہیں بعد میں اپنی دعوت دیتے ہیں۔

انہوں نے بتلایا کہ افریقہ ان کا سب سے بڑا ہدف ہے ایک گھانا میں ۱۶۵ مسجدیں ۲۱ سکول کالج ہیں جبکہ نائیجیریا میں ۲۱ مشن ۲۲ مسجدیں اور ۱۱ سکول کالج ہیں۔

اس لیے وہاں جا کر کام کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

انہوں نے بتلایا کہ مکہ معظمہ میں مقیم پاکستانی دوستوں نے تمام تر اخراجات کا بندوبست کر دیا ہے اور عنقریب افریقی ممالک میں وفد جائے گا جس میں قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود بھی شریک ہوں گے۔

انہوں نے بتلایا کہ حضرت مفتی صاحب نے اس دورہ کو انتہائی اہمیت کا حامل قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اگر ہم لوگوں نے کسی باعزت تصفیہ کے بعد اسمبلی کے اجلاس کا بائیکاٹ ختم کر دیا اور اسمبلی کا اجلاس جاری ہوا تب بھی میں انشاء اللہ جاؤں گا۔

انہوں نے شاہ فیصل مرحوم کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا اور کہا کہ وہ اس وقت ملت کے بہترین قائد بلکہ قائد اعظم تھے۔ سال گذشتہ مدینہ یونیورسٹی کے کے رئیس الشیخ بن باز کی توسط سے تمام حالات ان کے نوٹس میں لائے گئے انہوں نے پہلے سے زیادہ دلچسپی لینی شروع کر دی اور پاکستان کے تازہ فیصلہ میں دیگر اسباب کے علاوہ ان کا اثر و رسوخ بھی شامل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ان کی شہادت پر ساری دنیا خون کے آنسو روئی۔ لیکن تل ابیب اور ربوہ میں چراغاں ہوا۔ مٹھائی تقسیم ہوئی۔

انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہاں جنازہ میں تو تم ڈنڈے کر گئے اور ٹسوے بہائے لیکن جو بدبخت یہاں خوشیاں منا رہے ہیں ان کا کیا کیا؟

انہوں نے بتلایا کہ باہر ہر جگہ چند سوال ہیں جن کے متعلق ہم بیرونی دنیا میں ملکی عزت کی وجہ سے گریم مشکل وگرنہ گویم مشکل کا شکار ہیں اس لیے حکومت فی الفور اس کا اہتمام کرے۔

۱۔ پہلی بات ہر جگہ یہ پوچھی گئی کہ ۷ ستمبر کے فیصلہ پر عمل ہوا؟

۲۔ دوسری بات پاسپورٹ سے متعلق ہوئی ہے کہ پاکستانی پاسپورٹ میں مسلم، غیر مسلم کا امتیاز کیوں نہیں؟

۳۔ تیسری بات کلیدی آسامیوں سے متعلق تھی۔

۴۔ اور چوتھی یہ کہ ہمیں ان کی فہرستیں مہیا کی جائیں۔

اس لیے

ہمارا فرض ہے کہ ان مطالبات کو پورا کیا جائے اس میں اسلام کے ساتھ وفا و خلوص کا مظاہرہ ہوگا بیرون دنیا میں قائم ہوئی ساکھ بحال رہے گی۔

مولانا نے ۱۷ مارچ کے الفضل کے نوٹس پڑھ کر سنائے اور مطالبہ کیا کہ اسمبلی کی توہین، قانون کا مذاق اڑانے اور ملک سے غداری کے پیش نظر ان پر مقدمہ چلایا جائے اور انہیں عبرتناک سزا دی جائے۔

مولانا نے کہا کہ حکومت ولی خاں وغیرہ کو ملک دشمن کہتی ہے۔ ان کا معاملہ سپریم کورٹ میں ہے اس لیے ہم کچھ نہیں کہتے۔ البتہ یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ مرزا ناصر و ظفر اللہ وغیرہ کو ملک دشمنی کے الزام میں پکڑا جائے ان کے الزام کورٹ میں ثابت ہو جائیں تو انہیں پھانسی دے دیں ورنہ میرا گلا حاضر ہے۔ مزید مطالبہ کیا کہ اگر تمہارا دامن پاک صاف ہے تو اب حمود رپورٹ مکمل ہو چکی ہے اس کو شائع کرو، یحییٰ پر مقدمہ چلاؤ تاکہ ملک کے قاتل کا پتہ چل سکے۔

انہوں نے حمود رپورٹ شائع نہ کرنے اور یحییٰ پر نوازشات پر حیرت کا اظہار کیا اور کہا کہ اس سے شکوک بڑھ رہے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی انہوں نے مرزائیوں کے اوقاف ضبط کرنے، ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کا پرزور مطالبہ کیا۔

انہوں نے مہنگائی کے مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ بیرونی ممالک کی مہنگائی کا ذکر کرنے والے وہاں کی آمدنی کے وسائل سامنے رکھیں۔

انہوں نے بتلایا کہ سعودی عرب میں سڑکوں کی صفائی کرنے والوں کی تنخواہ علاوہ خوراک رہائش ساڑھے چار سو ریال ہے جبکہ ہماری روٹی سے تین گنا بڑی روٹی ایک ریال میں ملتی ہے اور آٹے کا نصف خرچ خود حکومت برداشت کرتی ہے۔ اسی طرح چاول کی نصف قیمت حکومت ادا کرتی ہے۔ چینی ہمارے دو روپیہ کی ۱۰ چھٹانک آتی ہے۔ پانی گھر گھر ہے۔ بجلی ایک لمحہ کے لیے بند نہیں ہوتی اور ۲۵ پیسہ یونٹ سے کم کرکے ۷ پیسہ یونٹ کر دی ہے اس سال محرم سے کم از کم ۳۰ فیصد تنخواہیں بڑھا دیں اور اس سے زیادہ بھی اضافے ہوئے۔

جبکہ عرب امارات میں ۸ - ۹ سو ریال سے کم کسی ملازم کی تنخواہ نہیں۔ لکڑی اٹھانے والا مزدور ۳۵ ریال روزانہ کماتا ہے اور ایک ریال پاکستانی سکہ کے مطابق ۲½ روپیہ کا ہے۔

انہوں نے کہا کہ ہمارے یہاں مہنگائی کا اصل سبب حکمرانوں کی شاہ خرچی ہے جس کی تازہ مثال قائدِ عوام کا دورہ ہے۔

انہوں نے بتلایا کہ ہمارے ضلع جھنگ کی پولیس دورہ سیالکوٹ میں وہاں گئی تھی جس سے اخراجات کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

انہوں نے یہ بھی انکشاف کیا کہ باراتیوں کی دو بسیں جن میں مرد، عورتیں، بچے سبھی شامل تھے چنیوٹ اتار دیے گئے اور بسیں چھین لی گئیں دو دن لوگ وہاں پڑے رہے۔

ایسے میں مہنگائی عوام پر مصیبت نہ بنے گی تو کیا ہوگا؟

انہوں نے ایک بار پھر ۷ ستمبر کے فیصلہ پر عملدرآمد کرنے کا مطالبہ کیا۔ سفارت خانوں کی دھاندلیوں کی تحقیق کا مطالبہ کیا اور مہنگائی کے سلسلہ میں مزدوروں کے احتجاجی مظاہروں پہ ظلم و زیادتی روکنے اور اب تک ہونے والے نقصان کی تلافی کا مطالبہ کیا۔

موصوف کے بعد حضرت اقدس مولانا انور زید مجدھم نے اختتامی جملے ارشاد فرمائے اور دعا پر یہ مجلس برخاست ہو گئی۔

یاد رہے کہ اس سے قبل انہوں نے مدرسہ قاسم العلوم میں ایک پریس کانفرنس میں یہ حقائق بتلائے تاکہ پریس کے ذریعہ حکومت اور عوام تک یہ باتیں پہنچ سکیں لیکن تادم ایں کچھ چیز نہیں چھپی بلکہ ایک نمائندہ نے وہیں کہہ دیا تھا کہ اس کا ½ بھی چھپ جائے تو غنیمت ہے۔

بہرحال محکمہ خاص کے افراد کے توسط سے یہ سب رپورٹ حکومت تک پہنچی ہوگی۔ اس لیے حکومت پر لازم ہے کہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرے۔

بقیہ: مجلس ذکر

رحمتیں نازل ہوں ان لوگوں پر جنہوں نے ایمان و یقین کی لازوال دولت کے ساتھ اس فتنہ مرتدہ کا مقابلہ کیا اور مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت فرمائی۔

آپ نے حضرت سید محمد انور شاہ کاشمیری، پیر مہر علی شاہ گولڑوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، خطیب پاکستان قاضی احسان احمد، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا لال حسین اختر رحمہم اللہ تعالیٰ کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا کہ ان بزرگوں کی شبانہ روز جدوجہد اور ہزاروں نوجوانوں کی قربانی کے نتیجہ میں ہمیں ۷ ستمبر کا فیصلہ نصیب ہوا لیکن اس فیصلہ کو دنیا بھر میں پھیلانا، پاکستان میں اس پر عمل درآمد کرانا اور بیرون دنیا سے اس انڈین پاکستانی فتنہ کے اثرات ختم کرانا ہماری ذمہ داری ہے اور مقام شکر ہے کہ ہمارے بزرگ دوست اور ساتھی اپنے اپنے محاذ پہ اس سلسلہ میں سرگرم عمل ہیں جن میں سے ایک مولانا منظور احمد چنیوٹی ہیں۔

ہماری حکومت کا فرض ہے کہ اس نے جو فیصلہ کیا ہے اس پہ عمل درآمد کرائے اپنے قانون کا احترام کرائے اور مرزائی امت کی ریشہ دوانیوں کا سدباب کرے۔

آخر میں آپ نے تمام انفرادی اور اجتماعی مسائل کے حل کے لیے پُرسوز لہجہ میں دعا فرمائی اور یہ مجلس

فضائلِ مساجد کا بیان!

عبد الخالق شاہی مسجد بیگم پورہ لاہور

ارشاد ہے :-

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلٰوةَ (سورہ توبہ)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد کرنا انہی لوگوں کا کام ہے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان لائیں اور نماز کی پابندی کریں۔

مساجد اللہ کے گھر ہیں۔ حدیث پاک میں ہے :

إِنَّ بُيُوْتَ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنَ الْأَرْضِ مَسَاجِدُهَا

بے شک زمین میں اللہ کے گھر مساجد ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ نے ذمہ لیا ہے کہ اس شخص کا اکرام کریگا جو اس کی زیارت کے لیے مساجد میں آئے۔ اس لیے مساجد کی عظمت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی عظمت ہے اور ان کی بے ادبی خود اللہ تعالیٰ کی بے ادبی ہے۔

مساجد خداوند قدوس کے گھر ہیں جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے۔ لیکن اس سے یہ مت سمجھو کہ وہ سبّوح قدوس مسجد کی چار دیواری میں اس طرح بیٹھا ہے جس طرح ہم اپنے گھروں میں بیٹھے ہیں بلکہ اس کو ایسا سمجھو جیسے آفتاب کے سامنے آئینہ کر دیا جائے۔ تو آفتاب کی خاص تجلّی سے خود ہی جگمگا اٹھتا ہے۔ اور دوسری چیزوں کو روشن کرتا ہے۔ حالانکہ اتنا بڑا آفتاب جو زمین سے کئی لاکھ گنا بڑا ہے اس چھوٹے سے آئینے میں کسی طرح نہیں آ سکتا۔ اسی طرح بلا تشبیہ خدائے قدوس کی خاص تجلّی اُن گھروں پر ہے۔ جس سے اُن میں انوارِ الٰہیہ پائے جاتے ہیں اور ان میں رہنے والوں پر ان کی کرنیں پڑتی ہیں۔

جب انسان مسجد میں داخل ہو تو پاک صاف ہو کر داخل ہو اور دایاں پاؤں پہلے رکھے اور یہ دعا پڑھے :-

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاغْفِرْ لِيْ

اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ اور مجھے بخش دے۔

اس کے بعد نہایت ادب کے ساتھ مسجد میں داخل ہو اور اللہ تعالیٰ کی یاد، ذکر و اذکار میں مشغول ہو جائے۔

ایک طویل حدیث میں روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمام جگہوں سے بدتر جگہ بازار اور بہترین جگہ مسجد ہے۔ وجہ غالباً یہ ہے کہ پیدائش عالم کا مقصد بحکم قرآن عزیز صرف ذکر اللہ اور اس کی اطاعت ہے۔ اس لیے جو جگہیں اس مقصد کو زیادہ ادا کرتی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین ہیں۔ اور جن جگہوں میں ذکر اللہ کی بجائے معصیت ہوتی ہے وہ اللہ کے نزدیک بدترین ہیں۔ مساجد چونکہ ذکر اللہ کے لیے بنائی گئی ہیں اس لیے محبوب ترین ہیں اور بازار چونکہ غفلت، معاصی، جھوٹ، دغابازی اور جھگڑوں کی جگہ ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین جگہ ہے۔

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی حالت بازار میں یہ ہوا کرتی تھی کہ اگر لوہار ہتھوڑا اٹھائے ہوئے کسی لوہے پر مارنا چاہتا ہے لیکن اسی اثنا میں اذان کی آواز آ گئی تو فوراً ہتھوڑے کو ہاتھ سے رکھ کر خدا کے گھر کی طرف دوڑتا ہے اور اس کو بھی گوارا نہیں کرتا کہ

اٹھائے ہوتے ہتھوڑے کی ضرب سے کام لے سے۔ اذان کی آواز سے بازاروں میں سناٹا چھا جاتا تھا۔ لوگ فوراً دکانیں بند کرکے مسجد کی طرف دوڑتے تھے۔ ایسے لوگوں کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی :۔

رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔

"وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی"۔

چونکہ بازار شر اور فساد کی جگہ ہے اس لیے سنت ہے کہ جب بازار جائے تو یہ کلمہ پڑھے :۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ أَبَدًا أَبَدًا ط ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ط بِيَدِهِ الْخَيْرُ ط وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص بازار میں داخل ہوتے وقت یہ کلمہ پڑھے تو اس کے لیے ایک لاکھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور ایک لاکھ گناہ معاف کیے جاتے ہیں اور ایک لاکھ درجات بلند کیے جاتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنایا جاتا ہے۔ بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کلمہ کو پڑھنے اور ثواب حاصل کرنے کے لیے بازار جایا کرتے تھے۔ "سبحان اللہ"! ان لوگوں نے بازاروں کو بھی مسجد بنا رکھا تھا۔ لیکن ہم غافلوں نے مسجد کو بھی بازار بنایا ہوا ہے۔ ہماری باتیں اور ہمارے جھگڑے مسجدوں میں بھی ختم نہیں ہوتے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا اس طرح نیکیوں کو ضائع کر دیتا ہے جس طرح چوپائے گھاس کو کھا جاتے ہیں۔

خدا کے مقدس فرشتے بھی ہمارے ہاتھوں تنگ ہیں۔ ہم مسجد میں آتے ہیں کہ ثواب لے کر جائیں لیکن اس کے برعکس فرشتوں کی بددعائیں لے کر جاتے ہیں۔ کیونکہ جب کوئی شخص مسجد میں دنیا کی باتیں شروع کرتا ہے تو فرشتے پہلے کہتے ہیں اسکت یا ولی اللہ (اے اللہ کے ولی چپ رہ) پھر اگر وہ چپ نہیں ہوتا باتوں میں لگا رہتا ہے تو کہتے ہیں اسکت یا بغیض اللہ (اے اللہ کے دشمن! چپ رہ) پھر اگر باز نہیں آتا تو کہتے ہیں۔ اسکت لعنۃ اللہ علیک (تجھ پر خدا کی لعنت چپ رہ)

حدیث پاک میں ہے کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ جب انتقال ہوا تو رات کا وقت تھا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ سمجھ کر حضور علیہ السلام کو اطلاع نہ دی کہ آپؐ کو تکلیف ہوگی اور خود ہی نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا۔ جب صبح آپ کو اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا انتقال ہو تو مجھے ضرور خبر کر دیا کرو۔ میں نے اس عورت کو جنت میں دیکھا ہے اس لیے کہ وہ مسجد سے کوڑا کرکٹ اٹھا دیتی تھی۔

مسجد میں لہسن، پیاز، مولی لانا یا کھا کر آنا ناجائز ہے۔ ان تمام چیزوں سے فرشتوں کو ایذا پہنچتی ہے۔ مراد یہ ہے کہ جب تک ان چیزوں کی بدبو نہ جائے اس وقت تک مسجد میں نہ داخل ہونا چاہیئے ہر بدبودار چیز کا یہی حکم ہے۔ حقہ، سگریٹ وغیرہ بھی اسی میں شامل ہیں۔ حقہ یا سگریٹ پینے والے اس بات کا خیال نہیں کرتے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مسجد میں مٹی کا تیل جلانا بھی ناجائز ہے۔

حدیث میں ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا، کہ سب سے زیادہ ثواب اس شخص کو ملے گا جو زیادہ دور سے چل کر آتا ہے۔ انسان جب اپنی نماز سے فارغ ہو تو اپنی جگہ بیٹھا بیٹھا رہے۔ فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔

مسجد میں جھگڑا کرنا ناجائز ہے۔ مسجد میں گمشدہ چیز کے لیے اعلان کرنا بھی ناجائز ہے۔ البتہ اگر مسجد میں ہی کوئی چیز گم ہوئی ہو تو اس کو وہاں لوگوں سے دریافت کر سکتا ہے۔

مسجد میں داخل ہونے کے بعد اپنی پوری توجہ اللہ پاک کی یاد میں لگانی چاہیے۔ مسجد کے آداب کا خیال رکھنا نیکی اور برکت کا کام ہے۔ وما علینا الا البلاغ

خدا کا قانون

"دیر ہے اندھیر نہیں"

عبدالرحمٰن لدھیانوی

سوال :۔ منکرین قیامت اکثر شبہ کرتے ہیں کہ دنیا میں نیکی و بدی کی جزا و سزا دینے پر کون قادر ہے ؟ اگر خدا تعالےٰ ہے اور وہ بندوں کے نیک و بد اعمال پر نظر بھی رکھتا ہے اور وہ جزا و سزا پر قادر تو پھر اس جہان میں کیوں بدلہ نہیں دیتا تاکہ جلدی قصہ طے ہو جائے۔

جواب :۔ اس کا یہ ہے کہ اس کی حکمت کاملہ کا مقتضیٰ یہی ہے کہ اس بدلہ لینے میں قیامت کا انتظار کیا جائے۔ اس لیے انسان کی دو حالتیں ہیں ایک اس کی یہ زندگی۔ دوسری موت اور اس کے بعد کا زمانہ۔ پہلی حالت سزا و جزا کے لیے کافی نہیں۔ اس لیے دوسری حالت پر موقوف رکھا ہے دنیا کی زندگی آخرت کے لیے سامان جمع کرنے کے لیے ہے۔ الدنیا مزرعۃ الاخرۃ۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے جیسا بیج یہاں بوئے گا ویسا ہی وہاں کاٹے گا۔

جزا و سزا کا اصل دن تو قیامت ہے۔ کبھی کبھی دنیا میں بھی بدوں کو سزا دے دیا کرتا ہے۔ اور نیکوں کو اجر۔ اس لیے سورہ فجر پارہ ۳۰ میں اللہ تعالیٰ نے تین قوموں کا ذکر فرمایا ہے۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝ وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ۝ الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝ تا — إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝ (آیت ۶ تا ۱۴) (ترجمہ) تو نے دیکھا تیرے رب نے قوم عاد سے کیسا کیا ؟ وہ جو ارم میں تھے۔ بڑے ستونوں والے کہ ویسی عمارتیں سارے شہروں میں کہیں نہیں بنیں۔ اور قوم "ثمود" کو جنھوں نے پتھروں کو تراش کر وادی بنایا تھا۔ اور "فرعون" کو جو میخوں والا تھا۔ ان سب نے ملکوں میں سر اٹھایا تھا اور ان کے اندر خرابی ڈالی تھی۔ پھر تیرے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا پھینکا بے شک تیرا رب گھات میں لگا ہوا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ان قوموں نے عیش و دولت اور قوت کے نشہ میں مست ہو کر ملکوں میں خوب اودھم مچایا۔ بڑی بڑی شرارتیں کیں اور ایسا سر اٹھایا گویا ان کے سروں پر کوئی حاکم ہی نہیں۔ ہمیشہ اسی حال میں رہنا ہے۔ کبھی بھی اس ظلم و شرارت کا خمیازہ بھگتنا نہ پڑے گا۔ آخر جب ان کے کفر و تکبر اور جور و ستم کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور مہلت و درگزر کا کوئی موقعہ باقی نہ رہا۔ دفعتاً خداوند قہار نے ان پر اپنے عذاب کا کوڑا برسا دیا۔ ان کی سب قوت اور بڑائی خاک میں مل گئی اور وہ ساز و سامان کچھ کام نہ آیا۔ جیسے کوئی شخص گھات میں پوشیدہ رہ کر آنے جانے والوں کی خبر رکھتا ہے کہ فلاں کیونکر گزرا اور کیا کرتا ہوا گیا اور فلاں کیا لایا۔ پھر وقت آنے پر ان معلومات کے موافق معاملہ کرتا ہے۔ اسی طرح سمجھ لو کہ حق تعالیٰ انسانوں کی آنکھوں سے پوشیدہ رہ کر سب بندوں کے ذرہ ذرہ احوال و اعمال دیکھتا ہے۔ کوئی حرکت و سکون اس سے مخفی نہیں۔ ہاں سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا۔ غافل بندے سمجھتے ہیں کہ بس کوئی دیکھنے اور پوچھنے والا نہیں۔ جو چاہو بے دھڑک کیے جاؤ۔ حالانکہ وقت آنے پر ان کا سارا کچا چٹھا کھول کر رکھ دیتا ہے اور ہر ایک سے انہی اعمال کے موافق معاملہ کرتا ہے۔ جو شروع سے اس کے زیر نظر تھے۔ اس وقت پتہ لگتا ہے کہ وہ سب ڈھیل تھی اور بندوں کا امتحان تھا کہ دیکھیں کن حالات میں کیا کچھ کرتے ہیں اور ایک عارضی ڈھیل پر نظر کر کے آخری انجام کو تو نہیں بھولتے (حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی)

واضح ہو کہ عاد دو فرقوں کا نام تھا۔ ایک کو عادِ اولیٰ اور عاد قدیمہ بھی کہتے تھے اور وہ اولاد ارم تھے۔ اور شہر "ارم" بھی عدن کے قریب نہایت عمدہ۔ انہوں نے اپنے نام سے آباد کیا تھا جس کا مثل اس زمانہ میں دنیا بھر میں نہ تھا۔ دوسرا فرقہ عادِ اخریٰ کہلاتا تھا اور یہ لوگ ملک یمن کے ضلع حضر موت میں احقاف کی زمین میں رہا کرتے تھے۔ پھر یہ بھی بڑے پھلے پھولے اور آخر جبار و سرکش ہو گئے۔ ان ہی میں پیغمبر ہودؑ اور صالحؑ بھیجے گئے تھے۔ پہلی قوم کے افراد ہوا کے طوفان سے ہلاک ہوئے تھے جو سات راتیں اور آٹھ دن تند و تیز چلتی رہیں۔ یہ قومیں نوح علیہ السلام کے بعد ہوئیں ثمود کی طرف حضرت صالحؑ بھیجے گئے تھے۔ انہوں نے ان کو خوب سمجھایا اور راہ راست پر لانے کی کوشش کی۔ مگر ان کے گناہوں کی کشتی جو بھر چکی تھی غرق ہو کے

کو حق کب مانتے تھے؟۔ آخر عذاب الٰہی کا کوڑا ان پر پڑا۔ برباد اور ہلاک ہو گئے۔ سلطنتیں جاتی رہیں۔ دولت و ثروت نے منہ پھیر لیا اور دیگر مصائب نے ہجوم کر لیا۔ برباد ہو گئے

شداد بھی انہی میں سے تھا۔ جس نے دنیا میں جنت بنائی تھی۔ مگر اس کو اپنی بنائی ہوئی جنت دیکھنی نصیب نہ ہوئی۔

قوم ثمود نے پتھروں کو تراش کر کے بڑے مستحکم مکان بنائے تھے۔ تصویریں، پھولوں اور درختوں کی صورتیں بھی تراشا کرتے تھے۔ نہایت شادمانی اور مزے سے زندگی بسر کرتے تھے مگر ساتھ ہی بدکاری اور بت پرستی بھی بے حد تھی۔ حضرت صالحؑ اس قوم کی طرف مبعوث کیے گئے تھے پھر کب یہ ماننے والے تھے۔ آخر زلزلہ اور صیحہ سے ایک ہی بار ہلاک ہو گئے۔

یہ سب لوگ وہ تھے جنھوں نے ملک میں سرکشی کی۔ اپنی حد سے گزر گئے تھے۔ تکبر کی بھی انتہا نہ رہی تھی۔ محکوموں کے ساتھ نخوت اور بے پروائی سے پیش آتے تھے۔ اخلاق کا نام تک نہ تھا۔ شہوت پرستی اور عیاشی کی بھی کچھ انتہا نہ تھی۔ بہائم کو بھی شرما دیا تھا۔ اس پر درندے بھی بن گئے تھے۔ جس کو چاہا پیٹ ڈالا۔ قید کر دیا۔ مروا دیا۔ الزام لگا کر گھر بار ضبط کرایا۔ عدل۔ انصاف۔ صداقت۔ پارسائی۔ پرہیزگاری۔ رحمدلی۔ خوش اخلاقی تو چھو بھی نہ گئی تھی۔ اس پر اعتقادات وہ بد کہ الٰہی توبہ۔ خدا تعالیٰ کی بے ادبی اس کے رسولوں اور اس کی شریعت کی بے عزتی، بت پرستی ایک ادنیٰ بات تھی۔ دار آخرت اور اعمال جزا و سزا کا تو خیال بھی نہیں آتا تھا۔ زناکاری اور شراب خوری کے دروازے کھول لیے تھے۔ لوگوں کو بھی اسی روش اور انہی خیالات پر پھیر لاتے تھے۔ اور انہیں اپنی عقل و تدبیر پر بڑا غرور تھا۔ ان سب باتوں کی طرف ایک ہی جملہ میں اشارہ ہے۔ فاکثروا فیہا الفساد

ان لوگوں نے غریب بندوں کی پرورش کا کوئی خیال نہ کیا۔ مظلوموں پر رحم کھانا چھوڑ دیا۔ یتیموں کا نہ خود خیال کیا اور نہ کسی اور کو ترغیب دی۔ اللہ کے تازیانے سے ڈرنا چاہیے۔ اللہ کی ربوبیت کا یہ تقاضا ہے کہ ایسے لوگوں کو تباہ و برباد کرے

(حقانیؒ)

اسی طرح قرآن کی کئی سورتوں۔ الاعراف۔ ہود۔ وغیرہ میں ان قوموں کی ہلاکت کا بیان ہے۔ قوم نوح پانی کے طوفان میں غرق ہوئی تھی۔ قوم عاد پر آندھی کا عذاب آیا۔ قوم شعیب پر زلزلہ آیا تھا۔ اور قوم لوط پر پتھروں کی بارش ہوئی تھی۔

تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ لیکن انسان جو جاہل مطلق ہے۔ وہ ان واقعات سے کوئی عبرت حاصل نہیں کرتا۔

آئے دن ہمارے ملک میں اس قسم کے عذاب بار ہا آچکے ہیں۔ کبھی سیلاب کی شکل میں اور کبھی زلزلہ کی صورت میں لیکن ہم ایسے نڈر ہو گئے ہیں کہ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ ہمیں اپنے سابقہ گناہوں سے توبہ کرنی چاہیے۔ پھر اللہ کی طرف جھکنا چاہیے اور انابت اختیار کرنی چاہیے۔ اللہ اور رسول کے احکام کی پیروی کرنی چاہیے۔ قرآن اور حدیث کے مطالعہ کو زیر نظر رکھا جائے۔ "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کا تمغہ حاصل کرنا چاہیے۔

موجودہ زلزلہ کا اندوہناک واقعہ ہمارے ملک میں رونما ہوا۔ جس میں ۶-۷ ہزار جانیں تلف ہوئیں۔ کئی دیہات تباہ و برباد ہو گئے۔ کئی سو مربع زمین پھٹ گئی۔ یہ قیامت صغریٰ ہے۔ قیامت کے زلزلہ کا ذکر تو سورہ الزلزال (پارہ ۳۰) میں موجود ہے۔ جس میں خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ ساری زمین کو ایک نہایت سخت اور ہولناک زلزلہ سے ہلا ڈالے گا۔ جس کے صدمہ سے کوئی عمارت اور کوئی پہاڑ یا درخت زمین پر قائم نہ رہے گا۔ سب نشیب و فراز برابر ہو جائیں گے تاکہ میدان حشر بالکل ہموار اور صاف ہو جائے۔ اور یہ معاملہ قیامت میں نفخ ثانی کے وقت ہوگا۔ اس وقت زمین جو اس کے پیٹ میں ہے۔ مثلاً مردے یا سونا چاندی وغیرہ سب باہر اگل دے گی۔ لیکن مال کے لینے والا کوئی نہ ہوگا۔ سب دیکھ لیں گے کہ آج یہ چیز جس پر ہمیشہ لڑا کرتے تھے کس قدر بیکار ہے جو آدمی زندہ ہوں گے تو اس زلزلہ کے آثار دیکھنے کے بعد یا ان کی روحیں عین زلزلہ کے وقت حیرت زدہ ہو کر کہیں گی کہ اس زمین کو کیا ہوا۔ جو اس قدر زور سے ہلنے لگی اور اپنے اندر کی تمام چیزیں ایک دم نکال باہر پھینکیں۔ بنی آدم نے جو برے بھلے کام کیے سب ظاہر کر دے گی۔ اس روز آدمی اپنی قبروں سے میدان حشر میں طرح طرح کی جماعتیں بن کر حاضر ہوں گی۔ لوگ حساب سے فارغ ہو کر لوٹیں گے۔ جنتی جنت میں جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں۔ میدان حشر میں ان کے اعمال دکھلائے جائیں گے تاکہ بدکاروں کو ایک قسم کی رسوائی اور نیکوکاروں کو ایک قسم کی سرخروئی حاصل ہو۔

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار

اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْم

بے شک قیامت کا زلزلہ بہت بڑا ہے۔ سورہ الحج۔

حملہ تاتار اور اسلام کی فتح!

محمود عارف لاہور

ساتویں صدی ہجری میں اسلام اور مسلمانوں کو روح فرسا حادثہ پیش آیا جس کی نظیر پوری دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی! ظلم وستم جور و جفا، قتل و خونریزی کا وہ کونسا حربہ تھا جو کمزور اور نہتے مسلمانوں پر آزمایا نہ گیا یہ وحشی تاتاریوں کا تھا جو مور و ملخ کی طرح مشرق سے نکلے اور تمام عالم اسلام کو غارت کرتے گئے۔ جیسا محتاط مؤرخ اس واقعہ پر اپنی قلبی کیفیات کو ضبط نہ کر سکا۔ وہ لکھتا ہے۔

یہ حادثہ اتنا ہولناک اور ناگوار ہے کہ میں کئی برس تک اس پس وپیش میں رہا کہ اس کا ذکر کروں یا نہ کروں اب بھی بڑے تردد و تکلف کے ساتھ اس کا ذکر کر رہا ہوں اور واقعہ بھی یہ ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کی موت کی خبر سنانا کس کے لئے آسان ہے؟ اور کس کا جگر ہے کہ ان کی ذلت و رسوائی کی داستان سنائے۔ کاش میں پیدا نہ ہوتا۔ کاش میں اس واقعہ سے پہلے مرچکا ہوتا اور نسیاً ہو جاتا۔ لیکن مجھے بعض دوستوں نے اس واقعہ کے لکھنے پر آمادہ کیا۔ پھر بھی مجھے تردد تھا لیکن میں نے دیکھا کہ میرے لکھنے سے کچھ بھی فائدہ نہیں، یہ وہ حادثہ عظمیٰ اور مصیبت کبریٰ ہے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی! اس واقعہ کا تعلق تمام انسانوں سے ہے لیکن خاص کر مسلمانوں سے ہے اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ از آدمؑ تا ایں دم ایسا واقعہ پیش نہیں آیا تو وہ کچھ غلط دعویٰ نہ ہوگا۔ اس لئے کہ تاریخوں میں اس کے پاسنگ بھی کوئی واقعہ نہیں ملتا۔ اور شاید دنیا قیامت تک ایسا واقعہ نہ دیکھے ان وحشیوں نے کسی پر رحم نہیں کھایا۔ انہوں نے مردوں، عورتوں، بچوں کو قتل کیا عورتوں کے پیٹ چاک کر دیئے۔ اور پیٹ کے بچوں کو مار ڈالا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم[1]

افسوس کی بات یہ نہیں کہ تاتاریوں نے مسلمانوں کو بے دریغ قتل کیا بلکہ افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ مسلمانوں کی روایتی شجاعت اور بہادری سب خاک ہوگئی اور وہی مسلمان کہ جنہوں نے بڑی بڑی سلطنتوں کو زیر و زبر کر ڈالا تھا۔ آج اس سیلاب کے سامنے خس و خاشاک کے ڈھیر تھے جنہیں وحشی تاتاریوں نے جس طرح چاہا لیا۔ سید ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں "تاتاریوں کی ہیبت اور مسلمانوں کی دہشت کا یہ عالم تھا کہ بعض اوقات ایک تاتاری ایک گلی میں گھستا ہے۔ جہاں سو مسلمان موجود تھے۔ مگر کسی کو مقابلے کی ہمت نہ ہوئی۔ اور اس نے ایک ایک سب کو قتل کر دیا اور کسی نے ہاتھ نہ اٹھایا۔ ایک گھر میں ایک تاتاری عورت مرد کے بھیس میں گھس گئی۔ اور تنہا سارے گھر والوں کو قتل کر دیا۔ پھر ایک قیدی کو جو اس کے ساتھ تھا احساس ہوا کہ یہ عورت ہے تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ بعض اوقات کسی تاتاری نے کسی مسلمان کو گرفتار کیا۔ اور اس سے کہا کہ اس پتھر پر سر رکھ دے میں خنجر لا کر تجھے ذبح کروں گا۔ مسلمان سہما پڑا پڑا رہا اور بھاگنے کی ہمت نہ ہوئی یہاں تک کہ وہ شہر یہاں تک کہ وہ شہر سے خنجر لایا اور اسے ذبح کر دیا۔ . . . تاتاریوں کو ایک بلائے درماں سمجھا جاتا تھا۔ اور ان کا مقابلہ ناممکن اور ان کی مقابلہ ناممکن اور ان کی شکست ناقابل قیاس سمجھی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ ضرب المثل کے طور پر یہ فقرہ مشہور تھا۔

اذا قیل لک ان التتر انھزموا فلا تصدق۔ جب تجھے یہ کہا جائے کہ تاتاریوں کو شکست ہوگئی۔ تو تقین نہ کرنا"۔[2]

تباہی کا ایک جائزہ

اس حملہ سے جس قدر تباہی نازل ہوئی۔ اس کا صحیح اندازہ ناممکن ہے اور البتہ مؤرخین کے بیانات سے اس تباہی کا ایک ہلکا سا خاکہ ضرور آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ مؤرخ ابن کثیر رکھتے ہیں۔

بغداد میں چالیس دن تک قتل و غارت کا بازار گرم رہا۔ چالیس دن کے بعد یہ گلزار شہر جو دنیا کا پر رونق ترین شہر تھا ایسا ویران اور تاراج ہو گیا کہ تھوڑے سے آدمی دکھائی دیتے تھے بازاروں اور راستوں پر لاشوں کے ڈھیر اس طرح لگے تھے کہ ٹیلے نظر آتے تھے۔ ان لاشوں پر بارشیں ہوئی۔ تو صورتیں بگڑ گئیں۔ اور سارے شہر میں بدبو پھیلی جس سے شہر کی ہوا خراب ہوگئی اور سخت وبا پھیلی۔ جس کا اثر شام تک پہنچا اس وبا سے بکثرت مخلوق مری۔

[1] الکامل ابن اثیر ج ۱۲۰ ص ۱۴۷ و ۳۴۸

[2] تاریخ دعوت و عزیمت ج ۱ ص ۲۲۳ مصنفہ ابوالحسن علی ندوی

گرانی، وبا، اور فتنوں کا دور دورہ تھا شیخ تاج الدین السبکی لکھتے ہیں۔

ہلاکو خان نے خلیفہ بغداد مستعصم کو ایک خیمہ میں اتارا۔ اور (غدار) وزیر ابن العلقمی نے علماء و اعیان شہر کو دعوت دی کہ خلیفہ اور ہلاکو کے صلحنامہ پر گواہ بنیں وہ آئے تو اس سب کی گردن اڑا دی گئی۔ اس طرح ایک ایک گروہ یکے بعد دیگرے بلایا جاتا اور اس کی گردن اڑا دی جاتی، پھر خلیفہ کے معتمدین و مقربین کو بلایا گیا۔ اور ان کو قتل کر دیا گیا۔ خلیفہ کے متعلق عام طور پر مشہور تھا کہ اس کا خون زمین پر گرا تو کوئی بڑی آفت آئے گی۔ ہلاکو کو تردد تھا۔ نصر الدین طوسی نے کہا کہ یہ کچھ مشکل بات نہیں خلیفہ کا خون نہ بہایا جائے بلکہ دوسری طرح اس کی جان لی جائے چنانچہ اس کو فرش میں لپیٹ دیا گیا۔ اور ٹھوکروں اور لاتوں سے اس کو ختم کر دیا گیا بغداد میں ایک مہینہ سے زیادہ قتل عام جاری رہا۔ وہی بچ سکا جو چھپا رہا۔ کہا جاتا ہے کہ ہلاکو نے مقتولین کو شمار کرایا تو ۱۸ لاکھ مقتول شمار ہوئے جبکہ کل آبادی ۲۵ لاکھ تھی۔

عیسائیوں کو حکم دیا گیا کہ علانیہ شراب پئیں اور سور کا گوشت کھائیں اگرچہ رمضان کا مہینہ تھا مگر مسلمانوں کو مجبور کیا گیا کہ وہ ان مجالس میں شرکت کریں مسجدوں میں شراب انڈیلی گئی۔ اذان کی مخالفت کر دی گئی یہ وہ بغداد ہے جو جب سے آباد ہوا، کبھی دارالکفر نہیں بنا۔ یہاں وہ واقعہ پیش آیا جو کبھی تاریخ میں پیش نہیں آیا (طبقات الشافعیہ الکبریٰ ج ۵ ص ۱۱۴، ۱۱۵)

ایک بغداد پہ کیا موقوف تمام عالم اسلام ان وحشیوں کی غارت گری کا نشانہ تھا۔ دنیا میں وہ قیامت ٹوٹی کہ الاماں۔ دنیائے اسلام کے وہ شہر جو اپنی نظیر میں بے مثال تھے ان وحشیوں کی تاخت و تاراج سے خاک سیاہ ہو کر رہ گئے تھے۔ بخارا کی اینٹ بجا دی گئی اور اس کو ایک تودۂ خاک بنا دیا۔ شہر کی آبادی میں سے کوئی زندہ نہیں بچا پھر سمرقند کو خاک سیاہ کر دیا اور ساری آبادی کو فنا کے گھاٹ اتار دیا۔ یہی حشر عالم اسلام کے نامی گرامی شہروں سے ہوا، رے، ہمدان، زنجان، قزوین، مرو، نیشاپور، خوارزم سب اسی طرح تباہی کے غاروں میں دھکیل دیئے گئے۔

دمشق کی جو حالت ہوئی ابن کثیر اس کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں۔

عیسائی باب توما سے داخل ہوئے۔ وہ صلیب (✝) کو سروں پر بلند کئے ہوئے تھے اور اپنا مخصوص نعرہ لگا رہے تھے وہ پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ دین برحق یسوع مسیح کا دین غالب آیا۔ اور اسلام اور اہل اسلام کی کی صاف صاف مذمت کرتے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں شراب کے برتن تھے جس مسجد کے پاس سے گزرتے۔ اس کے پاس شراب چھڑکتے۔ کچھ شراب کی بوتلیں تھیں جنہیں لوگوں کے چہروں اور کپڑوں پر چھڑکتے تھے گلیوں اور بازاروں میں جو شخص بھی گزرتا اس کو حکم دیتے تھے کہ صلیب کی طرف کھڑے ہو کر تعظیم کرے۔ مسلمان یہ نقشہ دیکھ کر جمع ہو گئے اور ان کو کنیسہ مریم تک پہنچا دیا وہاں عیسائی مقرر نے کھڑے ہو کر تقریر اور دین اسلام اور اہل اسلام کی مذمت کی اور ذیل المرآۃ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

عیسائی جامع مسجد میں شراب لئے ہوئے داخل ہوئے ان کی نیت تھی کہ اگر تاتاریوں کو زیادہ رہنا ہوا تو بہت سی مسجدوں کو گرا دیں گے جب شہر میں واقعات پیش آئے تو مسلمان قاضی، شاید اور علما جمع ہو کر قلعہ میں گئے۔ اور تاتاری حاکم قلعہ "اہل سیان" سے شکایت کی لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان بڑی ذلت سے نکال دیئے گئے اور عیسائیوں کے سر بر آوردہ لوگوں کی بات نہ سنی گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

(البدایہ والنہایہ ص ۲۲۰ ج ۱۳)

اسلام کی فتح

تاریخ کے عجیب ترین واقعات اور حقائق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہی قوم کہ جس نے اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی وہ قوم جلد ہی نہ صرف یہ کہ اسلام کی حلقہ بگوش ہو گئی بلکہ اسلام کے سچے اور مخلص خادم بن کر تاریخ کو اپنے اخلاص اور یقین کے کارناموں سے روشن کرنے کا سبب بن گئی!

حقیقت یہ ہے کہ اس وحشی نژاد قوموں کا مسلمانوں کو بزور شمشیر فتح کر لینا اتنا عجیب واقع نہیں کہ جتنا عجیب امر یہ ہے کہ یہ اقوام اپنے انتہائی عروج کی حالت میں اسلام کے تابع فرمان بن گئیں اور پھر وہی تلواریں جو پہلے مسلمانوں کے خلاف نیام سے باہر تھیں پھر مسلمانوں کی حمایت میں صف بستہ ہو گئیں۔

پروفیسر ٹی ڈبلیو آرنلڈ اپنی مشہور کتاب دعوتِ اسلام میں استعجاب کا اظہار کرتے ہوئے رقمطراز ہے:

"لیکن اسلام اپنی گزشتہ شان و شوکت کے خاکستر سے پھر اٹھا اور واعظین اسلام نے ان وحشی مغلوں کو جنہوں نے ...... مسلمانوں پر کوئی ظلم باقی نہ رکھا تھا، مسلمان کر لیا، یہ ایسا کام تھا کہ جس میں مسلمانوں کو سخت مشکلیں پیش آئیں کیونکہ دو مذہب اور اس بات کی کوشش میں تھے کہ مغلوں اور تاتاریوں کو اپنا معتقد بنائیں۔ وہ حالت بھی عجیب و غریب اور دنیا کا بے مثل واقعہ ہو گی کہ جب بدھ مذہب اور عیسائی

مذہب اور اسلام اس جدوجہد میں ہوں گے کہ ان وحشی اور ظالم مغلوں کو جنہوں نے ان تین بڑے مذہبوں کو پامال کیا تھا اپنا مطیع بنائیں۔

اسلام کے لیے ایسے وقت میں بدھ مذہب اور عیسائی مذہب کا مقابلہ کرنا اور مغلوں کو ان دونوں مذہبوں سے بچا کر اپنا پیرو بنانا ایسا کام تھا جس میں بظاہر کامیابی ناممکن معلوم ہوتی تھی۔ مغلوں کے طوفان ہلاکت سے مسلمانوں کے برابر کسی نے نقصان نہ اٹھایا تھا اور مشہور و معروف شہر جو ایک زمانہ میں اسلامی علوم و فنون کا مرکز تھے جہاں ایشیا کے ارباب علم و فضل آباد تھے اکثر جلا کر راکھ کر دیے گئے تھے۔ مسلمانوں کے عالم فقیہ یا تو قتل کر دیے گئے یا ان کو غلام بنا لیا۔ خاقان مغل جو اسلام کے سوا ہر مذہب پر مہربان تھے۔ اسلام کے ساتھ مختلف وجوہ کی نفرت اور عداوت رکھتے تھے۔ چنگیز خان نے حکم دیا تھا کہ جو لوگ جانوروں کو شرع کے مطابق ذبح کریں ان کو قتل کر دیا جائے۔ اس حکم کو قبلائی خان نے اپنے زمانے میں از سر نو جاری کیا۔ اور اس کی پیروی کے لیے مخبر اور مخبروں کے لیے انعام مقرر کیے۔ اس طرح سات برس تک مسلمانوں کو سخت سے سخت آزار پہنچائے۔ مغلوں نے اس موقع پر دولت جمع کر لی۔ غلاموں نے آزاد ہونے کے لیے آقاؤں پر ذبیحہ کا الزام لگایا — کیوک خان کے عہد میں (۱۲۴۶ء — ۱۲۴۸ء) جس نے کل انتظام سلطنت دو عیسائی وزیروں کے سپرد کر رکھا تھا مسلمانوں کو سخت اذیتیں پہنچائیں۔ ارغون خان نے بھی جو چوتھا ایلخان ۱۲۸۴ء ۱۲۹۱ء ہوا مسلمانوں پر ظلم کیے اور عدالت اور مال کے محکموں میں جس قدر اسامیاں ان کے پاس تھیں وہ خالی کرائیں اور ان کا دربار میں آنا بند کر دیا۔ باوجود ان مشکلات کے مغلوں اور وحشی قوموں نے انہی مسلمانوں کا مذہب قبول کر لیا جنہیں انہوں نے اپنے پاؤں میں روندا تھا۔" (تاریخ دعوت و عزیمت ص۲۹۴ بحوالہ دعوت اسلام صفحہ ۲۴۵ - ۲۴۹ مصنفہ آرنلڈ)

مراسلہ

بدشگونی کی علامت

مکرمی!

السلام علیکم۔ آپ کو یاد ہوگا کہ خلیفہ ربوہ مرزا ناصر احمد صاحب نے گزشتہ سال کے آغاز میں اپنے مریدوں کو سات سال کے اندر اندر "غلبہ اسلام" کی تیاریاں مکمل کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ اتنے کروڑ روپے جمع کر دو۔ ایک لاکھ سائیکلیں اور اتنے ہزار گھوڑے مہیا کر لو، غلیل بازی اور سو میل یومیہ سائیکل سواری کی مشق کر لو۔ ہمیں یقین دلایا گیا کہ غلبہ اسلام کا زمانہ آگیا ہمیں بتایا گیا ہے کہ ہماری جماعت کے ساری دنیا میں غالب آنے کا وقت آگیا ہے۔" (الفضل ۲۲ فروری ۷۴ء)

خلیفہ صاحب کی الہامی بشارت سے متاثر ہو کر "الفضل ربوہ" نے ۹ مارچ ۷۴ء کو ایک تیز و تند اداریہ سپرد قلم کیا جس میں مخالفین کو تباہی کی دھمکی دیتے ہوئے لکھا کہ خدا تعالیٰ نے حقیقی اسلام کو دنیا میں غالب کرنے کا فیصلہ کر دیا ہے کون ہے جو خدا کے فیصلہ کو بدل سکے؟" اور یہ کہ مخالفین اگر اپنی روش سے باز نہ آئے تو ان کا اس انجام سے دوچار ہونا یقینی امر ہے۔"

خلیفہ صاحب کے سات سالہ منصوبہ کا اعلان اور مخالفین کی تباہی کی پیش گوئی ابھی فضاؤں میں گونج رہی تھی کہ سات مہینے کے اندر اندر ربوہ سٹیشن کا حادثہ پیش آگیا۔ اور اس کا نتیجہ ۷ ستمبر ۷۴ء کے فیصلے کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اب خلیفہ صاحب نے قصر خلافت سے نیا سرکلر جاری کیا ہے کہ

"اگلے چودہ سال کا زمانہ میرے نزدیک تربیت پر بہت زور دینے کا زمانہ ہے جس میں ہزاروں ہزار احمدیوں کو تربیت یافتہ ہونا چاہیے۔ اور پھر اس کے بعد ہمیں غلبہ اسلام کی صدی کا استقبال کرنا ہے۔ پس "انصار اللہ" اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور تربیت کا پروگرام بنائیں تاکہ جب غلبہ اسلام کی اس عالمگیر اور ہمہ گیر جدوجہد میں وسعتیں پیدا ہوں اور اس وقت ہزاروں مربیوں کی ضرورت ہو تو ہزاروں لاکھوں مربی موجود ہوں تاکہ دنیا کو سنبھالا جا سکے۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ — ۲۱ فروری ۷۵ء)

(صدی شروع ہونے میں پانچ سال باقی ہیں) خلیفہ صاحب اپنے گزشتہ سال کے "غلبہ اسلام" کے اعلان کا نتیجہ آزما چکے ہیں۔ میں ارباب فکر (بالخصوص قادیانی احباب) کو اس امر کی جانب توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اگر خلیفہ صاحب اسی طرح غلبہ اسلام کی پیشگوئی

ٹیلیفون نمبر ۴۷۵۳۵

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۲۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۹۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۶-۲۲۸۱ مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۰۶۷۶/۹/۲۹-D.D.۹ مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۶۳ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G.M/۳۰-۱۵۲۱۰ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۶۷ء

فرماتے رہے۔ اور اس کا الٹ نتیجہ نکلتا رہا تو خلیفہ صاحب اور ان کی جماعت کتنے سال تک ان پیشی گوئیوں کی متحمل ہو سکے گی۔ کیا جماعت ربوہ میں کوئی صاحب خلیفہ صاحب کو مخلصانہ مشورہ نہیں دے سکتے کہ اس قسم کے اعلانات ان کی جماعت کے حق میں بدشگونی کی علامت ہیں۔

(محمد یوسف، مجلس تحفظ ختم نبوت تغلق روڈ ـ ملتان)

بقیہ ـ احادیث الرسول ؐ

بقیہ ص

دوسرا فعل یہ ہے کہ اگر کسی سے بغض رکھا جائے تو وہ بھی اللہ ہی کے لیے ہو۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے اصولوں کو نہیں مانتا اس سے اگر بغض رکھا جائے گا تو وہ سمجھ جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات سے منہ موڑ کر وہ انسانوں سے بھی دور ہٹایا جا رہا ہے۔ اس لیے وہ خود ایمان کی طرف رغبت کرے گا۔ اور جو شخص اللہ ہی کے لیے بغض رکھتا ہے اس کا اپنا ایمان بھی تعصب اور جانبداری سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح مضبوط ہوتا چلا جاتا ہے۔

تیسرا فعل یہ ہے کہ اگر انسان کسی کو کچھ دے تو صرف اللہ ہی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے دے اس پر کسی قسم کا احسان نہ جتائے نہ اسے مرعوب کرے بلکہ کسی بدلہ کی توقع کئے بغیر عطا کرے۔ اس طرح اس کا ایمان دکھاوے اور بناوٹ سے پاک ہو جاتا ہے بلکہ خالص اور مضبوط ہوتا ہے۔

چوتھا فعل یہ ہے کہ اگر انسان کسی کو کچھ دینے سے انکار کرے تو وہ انکار بھی اللہ تعالیٰ ہی کی خوشنودی کے لیے ہو جو شخص اس اصول پر عمل کرے گا وہ با اصول بن جائے گا وہ خواہ مخواہ انکار کر دینے اور محض بخل کے باعث جواب دینے کی عادت سے بچ جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان پر پوری طرح کاربند ہونے کی توفیق دے کہ ہمارا ہر عمل اللہ تعالیٰ کے لیے ہو جائے اور ذاتی ادنیٰ خواہشات ختم ہو جائیں آمین ثم آمین!

جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کا

اہم اجلاس

حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی زید مجدھم کے حکم سے جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اہم ترین اجلاس ۲۸، ۲۹ اپریل ۷۵ء بروز پیر منگل مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں منعقد ہو گا۔

جس کے لیے ایجنڈا اور نظام الاوقات پر مشتمل دعوت نامہ دفتر کی وساطت سے ممبران شوریٰ کو بھجوا دیا گیا ہے۔

آپ حضرات ملکی اور جماعتی حالات کے پیش نظر اپنے اوقات فارغ کر کے پورے اہتمام کے ساتھ اجلاس میں شریک ہوں۔ اور وقت کی پوری پابندی فرمائیں۔

مفتی محمود
ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

عبید اللہ انور پرنٹر نے باہتمام کیمبرج پرنٹنگ پریس لاہور میں چھپوا کر شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔